تہذیب و تربیت

حسنِ معاشرت سے متعلق کام کی باتیں

آدابِ معاشرت | ایک صاحب کا خط آیا، اسکو اس طرح بند کیا تھا کہ کھولتے ہوئے پھٹ گیا۔ اس پر حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا کہ اس حالت میں یا تو تم کو بند کرنے کی تمیز نہیں یا مجھ کو کھولنے کی تمیز نہیں اور بدتمیز نہ مرید ہونے کے لائق ہے نہ پیر بننے کے لائق، اسواسطے اس قصہ کو ختم کردو اور اگر تم نے بند نہیں کیا کسی اور نے بند کیا تو آئندہ بھی ایسے ہی بدتمیز آدمی سے بند کرایا کروگے تو یہ تکلیف کون برداشت کریگا۔ جواب آیا کہ خط کے اوپر گوند دوسرے شخص نے لگایا تھا۔ حضرت والا کا جواب گیا کہ تم نے خود کیوں نہیں لگایا، کیا اپنے کو اتنا بڑا آدمی سمجھتے ہو کہ ایسے معمولی کام بھی دوسروں سے لیتے ہو تو متکبر آدمی بھی مرید ہونے کے لائق نہیں۔

ترکِ فضولیات | ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جو شخص فضولیات میں مبتلا ہوگا وہ کبھی ضروریات کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا یہ تجربہ کی بات ہے۔

امراء سے استغناء | ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ آجکل عموماً مشائخ کے دربار میں اس پر نظر رہتی ہے کون خدمت زیادہ کرتا ہے اور کون کم، اسوجہ سے لوگ اس کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ الحمدللہ مجھ کو اسکی طرف التفات بھی نہیں ہوتا بلکہ بعضی خدمت سے اور تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض کو تو خدمت کا سلیقہ نہیں ہوتا اور بعض کو اگر ہوتا بھی ہے تو نیت اچھی نہیں ہوتی کچھ اغراض پیشِ نظر ہوتے ہیں، خدمت کرنیکے بعد اُس غرض کو پیش کرتے ہیں۔ بُرا معلوم ہوتا ہے یہ تو اچھی خاصی رشوت ہوئی کہ خدمت سے مخدوم نرم ہو جائے گا۔ پھر ہم جو کہیں گے وہ کرے گا۔ گویا کہ تابع اور غلام بنانا چاہتے ہیں۔ اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ ان اہلِ دنیا کی نظروں میں دین اور اہلِ دین کی عظمت نہیں، آخر ذلیل سمجھنے کا سبب کیا وجہ کیا، ہمارا ایسا کونسا کام ہے جو بدون ان کے اٹکا پڑا ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہی اپنی حاجت آآکر پیش کرتے ہیں، ہم نے تو کبھی کوئی حاجت ان کے سامنے پیش نہیں کی اس لئے جی چاہتا ہے کہ ان کو حقیقت معلوم کرا دینا چاہیے کہ جیسے تم ملّاؤں کو کچھ نہیں سمجھتے، ملّا بھی تم کو کچھ نہیں سمجھتے۔

کبر و استغناء کا فرق | فرمایا میں متکبروں کیساتھ الحمدللہ ایسا برتاؤ کرتا ہوں جسکو دیکھ کر وہ یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ علماء میں بھی ایسے ایسے حضرات موجود ہیں یعنی جو انکو منہ نہیں لگاتے۔ اور خیر میرے متعلق تو ان کا خیال ہی خیال ہے مگر یہ واقعہ ہے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اہلِ علم میں بڑے بڑے حضرات ہیں۔ باقی ہم لوگ تو کس شمار

مل میں اب رہ گیا حصولِ دنیا سو اس پر حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ کا فرمانا یاد آگیا کہ دنیا ہمیں بھی ملتی ہے اور امراء کو بھی۔ مگر اتنا فرق ہے کہ ہم کو عزت کیساتھ ملتی ہے اور ان کو ذلّت کے ساتھ مگر اس استغناء کا حاصل اپنی عزت کی حفاظت ہے نہ کہ امراء کی تحقیر یہ بھی بُرا ہے، کہ دل میں تو اہلِ دنیا کی عظمت واحترام ہے کیونکہ کسی کی تحقیر بھی بہت بُری سی بات ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ متواضع اُمراء کیساتھ سختی کرنا بھی تکبّر ہے۔

حفظِ مراتب | ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ بعض لوگ ایسے گندے مذاق کے بھی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر اُن کے قلب میں عظمت ہے، حق سبحانہٗ تعالیٰ کی اُس قدر نہیں۔ اور جس قدر فقراء کی عظمت ہے اُس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں اور فقراء میں بھی ایسوں کی جو خلافِ شریعت رہتے ہیں۔ جیسے بھنگڑ واہی تباہی فقیر۔

انضباطِ اوقات | ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ اگر میں اوقات منضبط نہ کرتا تو کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔ اس انتظام اور اوقات کی پابندی کی بدولت اتنا کام ہوا انتظام میں حق تعالیٰ نے ایک خاص برکت رکھی ہے۔ مگر اسی انتظام اور اوقات کی پابندی کی بناء پر لوگ مجھ کو بدنام کرتے ہیں، اسکا نام لوگوں نے خشکی بے مروّتی رکھا ہے، میں خشکی کے مقابلہ میں کہا کرتا ہوں کہ اتنی تری بھی نہیں چاہیئے کہ جس میں ڈوب ہی جائے۔

قرآن دانی کا دعویٰ باطل | ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں آجکل کے مدعیان قرآن دانی کے متعلق فرمایا کہ یہ تو ان نااہلوں کا محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے کہ ہم قرآن کو سمجھتے ہیں اور تفسیر کر سکتے ہیں اس کیلئے ذوقِ سلیم اور فہم سلیم کی ضرورت ہے اور وہ پیدا ہوتا ہے تقویٰ سے اور بدون تقویٰ کے نورِ فہم کہاں نصیب گو نظر بھی وسیع ہو اس وسعتِ نظر اور عمقِ فہم پر میرے ایک دوست نے عجیب بات کہی تھی کہ متبحر کی دو قسمیں ہیں، ایک کدّو متبحر، ایک مچھلی متبحر۔ کدّو تو دریا کی تمام سطح پر پھر جاتا ہے مگر اسکو یہ خبر نہیں کہ دریا کے اندر کیا ہے اور ایک مچھلی ہے کہ عمق میں پہنچی ہے گو تمام دریا پر نہ تیرے۔ سو یہ آجکل کے مدعی کدّو متبحر ہیں اوپر اوپر پھرتے ہیں اندر کی خاک بھی خبر نہیں جیسے ایک انگریز نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم اردو جانتا ہے اور میرؔ کے اس شعر کی شرح کی تھی۔ شعر یہ ہے ۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے — اُس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

شرح یہ ہے کہ ہم اور تم اور انڈیا کا بڑا بڑا آدمی (یہ میر کا ترجمہ ہوا) سب اسکے بالوں میں پھنس کر جیل خانے چلا گیا۔ ایسے ہی کسی غیر اردو داں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم اُردو سمجھتا ہے۔ ہندوستانی نے کہا چہ فہمیدی، تو وہ کہتا ہے کہ شش گربہ رنگین رسن گرفت۔ بس یہی حال ہے ان مدعیوں کا خوب سمجھ لو کہ قرآن مجید جیسا لفظاً معجز ہے اسی طرح معنیً بھی معجز ہے۔ بدون نقلِ صحیح کے محض عقل کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی اور لفظی اعجاز کی سب سے واضح اور کلی دلیل یہ ہے کہ اہلِ زبان نے اسکو خدا کا کلام تسلیم کیا اور یہ کہا کہ ماہٰذا قول البشر باقی تفصیلات وجزئیات بھی مویدات ہیں۔ چنانچہ ایک تائیدی دلیل یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین ہوتا کیونکہ تدعون کے معنی بھی چھوڑ دینے کے ہیں اور تذرون کے بھی وہی معنی ہیں اور تدعون میں صنعت ہے تو بشر صنعت کو ترجیح دیتا اسی کو فرماتے ہیں بعض مصنفین نے قرآن کی بعض آیات کی تفسیر کو نجوم کے اصول پر مبنی کیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تفسیر بیان القرآن ایسی سب باتوں سے پاک ہے۔